نعت

امیر مینائی

تشریحات

شعر نمبر۱:

دل دردمند کی داستاں،   نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

تمہی غم زدوں کے ہو قدرداں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

حوالہ شعر:

نظم کا نام: نعت

شاعر کا نام: امیر مینائی

حل لغات:

دردمند: درد رکھنے والا   **غم زدوں:** دکھی یا پریشاں حال

قدرداں: قدر کرنے والا

مفہوم:-

نبی پاک آخر الزماں ﷺ تمام دکھی دلوں کے لیے ڈھارس بن کے آئے۔ آپ ﷺ ہی سب کی سنتے ہیں، میں آپ ﷺ سے اپنے دکھ بیان نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟

تشریح:-

امیر مینائی کا نام امیر احمد اور تخلص امیرؔ تھا۔ آپ حضرت شیخ مخدوم میناؒ کی اولاد میں سے تھے اسی نسبت سے مینائی مشہور ہوئے۔ آپ کو طالب علمی میں ہی شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ آپ غزل گو بھی تھے۔ لیکن آپ نے نعت گوئی کو دیگر اصناف پر فوقیت دی۔ امیر مینائی کے کلام میں روانی اور سلاست، فصاحت و بلاغت، اعلیٰ تخیل، جوشِ اعتقاد، شگفتگی، تصوف، نزاکت خیال اور شیرینی کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔

امیر مینائی اس شعر میں کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات مبارکہ سب کے لیے رحمت ہے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی شفیق نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ سب کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے اور سب کے غموں کا مداوا کرتے تھے۔ آپ ﷺ دردمندوں کی داستاں سنا کرتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک عورت نے جس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں تھا، آپ ﷺ کو دروازے پر بلایا تو حضور ﷺ اٹھ کر دروازے پر چلے گئے۔ اس نے کہا کہ مجھے آپ ﷺ سے کچھ باتیں کرنی ہیں لیکن یہاں نہیں بلکہ کھلی جگہ پر۔ وہ عورت آپ ﷺ سے چلچلاتی ہوئی دھوپ میں باتیں کرنے لگی۔ کافی وقت گزر گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں غصہ آیا کہ حضور ﷺ کو دھوپ میں کھڑا کر کے باتیں کر رہی ہے۔ اسی دوران جب وہ عورت تھک کے وہاں سے چلی گئی اور حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کا توازن ٹھیک نہیں ہے۔ لوگ اس کو دیکھ کے راستہ بدل لیتے ہیں۔ آپ کا وقت قیمتی ہے، بدن نازک ہے اور کار نبوت کی اہم ذمہ داریاں ہیں، آپ ﷺ ایسی عورتوں کے باتیں نہ سنا کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمرؓ! پورے مدینے میں اس کی باتیں کوئی نہیں سنتا، کیا میں بھی نہ سنوں؟

حضور ﷺ سب غم زدوں کی سننے والے تھے۔ان کو حوصلہ دیتے تھے۔ مشکل میں گھرے ہوئے لوگوں کی مشکلات کو دور کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ شاعر بھی اپنے دل کا بوجھ آپ ﷺ کے سامنے ہلکا کرنا چاہتا ہے۔اسے احساس ہے کہ اگر اس نے اپنے دکھ، درد، غم، پریشانیاں اور مشکلات اپنے ارد گرد رہنے والوں سے بیان کیں تو وہ اس کی مدد کرنے کے بجائے اس سے کنارہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن جب وہ اپنے مسائل آپ ﷺ کے سامنے بیان کرے گا تو آپ ﷺ اس کا حال سن کر اس کی ڈھارس بندھائیں گے۔

ایک تم ہی تو ہو میری ہر آس کا سہارا

میں تم کو بھی نہ پکاروں، تو کس کو پکاروں

شعر نمبر ۲:

تمہی بے کسوں کے شفیق ہو، تمہی بے بسوں کے رفیق ہو

جو گزرتی دل پہ ہے جانِ جاں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

حوالہ شعر:

نظم کا نام: نعت

شاعر کا نام: امیر مینائی

حل لغات:

بے کسوں: بے بس	**شفیق:** شفقت فرمانے والے
جانِ جاں: بہت محبوب	**رفیق:** ساتھی

مفہوم:-

آپ ﷺ بے کسوں کے لیے سہارا بن کے آئے۔ آپ ہی سب کے لیے سہارا ہیں۔ اگر میں آپ سے اپنے دکھ بیان نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟

تشریح:-

امیر مینائی کا نام امیر احمد اور تخلص امیرؔ تھا۔ آپ حضرت شیخ مخدوم میناؒ کی اولاد میں سے تھے اسی نسبت سے مینائی مشہور ہوئے۔ آپ کو طالب علمی میں ہی شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ آپ غزل گو بھی تھے۔ لیکن آپ نے نعت گوئی کو دیگر اصناف پر فوقیت دی۔ امیر مینائی کے کلام میں روانی اور سلاست، فصاحت و بلاغت، اعلیٰ تخیل، جوشِ اعتقاد، شگفتگی، تصوف، نزاکت خیال اور شیرینی کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔

زیر تشریح شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ لاچار اور پریشان حال لوگوں کی دادرسی فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی ولادت ایسے وقت میں ہوئی، جب ہر طرف جاہلیت کا دور تھا۔ طاقت ور، کمزوروں پر ظلم کے پہاڑ توڑ بھی دیتا تو کوئی اس کو منع نہ کر سکتا تھا۔ ہر طرف بے بس اور بے کس ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ بالخصوص عورتوں اور غلاموں پر جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ ان کو کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ عرب جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ تہذیب و تمدن، قانون، اصول و ضوابط سے ناآشنا تھا۔ صرف ایک ہی قانون تھا اور وہ طاقت ور کا قانون تھا۔ لیکن نبی پاک ﷺ کے آنے سے جہالت کا خاتمہ ہوا۔ آپ ﷺ بے بسوں اور بے کسوں کے لیے سہارا بنے۔

ے سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

آپ ﷺ بے چین دلوں کی ڈھارس بنے۔ آپ ﷺ کی شفقت سب کے لئے عام تھی۔ آپ ﷺ غریبوں اور محتاجوں کا سہارا تھے۔ آپ ﷺ صرف اہلِ عرب ہی کے لیے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک تمام عالم کے لیے رحمت ہیں۔ شاعر بھی اپنی بے بسی کا حال صرف آپ ﷺ ہی کے گوش گزار کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ آپ ﷺ اس عالم بے بسی میں اس کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

ے *کسی کا احسان کیوں اٹھائیں، کسی کو حالات کیوں بتائیں*

تمھی سے مانگیں گے، تم ہی دو گے، تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

شعر نمبر ۳:

میرے حال پر بھی کرم کرو، جو کروں میں عرض وہ سن تو لو

تمھی ماں باپ سے ہو مہرباں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

حوالہ شعر:

نظم کا نام: نعت

شاعر کا نام: امیر مینائی

حل لغات:

کرم: مہربانی　　　　عرض: درخواست

مفہوم:-

حضور ﷺ ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ آپ ﷺ میرے حال پر رحم فرمائیں۔ آپ ﷺ ہی سب پر رحم کرتے ہیں، میں آپ ﷺ سے اپنا حال بیان نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟

تشریح:-

امیر مینائی کا نام امیر احمد اور تخلص امیر تھا۔ آپ حضرت شیخ مخدوم میناؒ کی اولاد میں سے تھے اسی نسبت سے مینائی مشہور ہوئے۔ آپ کو طالب علمی میں ہی شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ آپ غزل گو بھی تھے۔ لیکن آپ نے نعت گوئی کو دیگر اصناف پر فوقیت دی۔ امیر مینائی کے کلام میں روانی اور سلاست، فصاحت و بلاغت، اعلیٰ تخیل، جوشِ اعتقاد، شگفتگی، تصوف، نزاکت خیال اور شیرینی کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔

زیر تشریح شعر میں امیر مینائی حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کرم فرمانے والے ہیں تو میری بھی ایک عرض ہے، مجھ پر بھی کرم فرما دیجیے کہ مجھے اپنے در پر بلا لیجیے۔ آپ ﷺ ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان اور شفیق ہیں۔ میری رگ رگ میں آپ ﷺ کی محبت بسی ہوئی ہے، میری اب ایک ہی تمنا ہے کی مجھے اپنی ملاقات کا شرف بخش دیجیے اور مجھے جلد از جلد مدینہ بلا لیجیے۔ کیونکہ میری تمام بیماریوں کا علاج مدینہ میں ہی ہے۔

ـــــ میرا دل تڑپ رہا ہے، میرا جل رہا ہے سینہ

کہ دوا وہیں ملے گی، مجھے لے چلو مدینہ

شاعر حضور ﷺ کے عشق میں مبتلا ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جیسا شفیق اور مہربان کوئی نہیں۔ ماں باپ کا رشتہ انمول اور بے لوث ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ ان سے بھی بڑھ کر اپنی امت کا درد اور شفقت رکھتے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ کرم کی بات ہے۔ جس پر آپ ﷺ کرم فرما دیں تو وہ آپ ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا مجھ پر بھی کرم فرما کر مجھے اپنے روبرو مدینہ طیبہ میں بلوا لیجیے۔ شاعر رسول ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضی کے دل و جان سے خواہش مند ہیں کیونکہ وہ آپ ﷺ کے روبرو آ کر اپنا حال دل، اپنا دکھ اور درد آپ ﷺ کو سنانا چاہتے ہیں۔

ـــــ شب و روز بڑھ رہا ہے، میری تشنگی کا عالم

میری پیاس کب بجھے گی؟ میرے ساقی مدینہ

شعر نمبر ۴:

تمہی داد گر ہو یتیم کے، تمہی چارہ گر ہو سقیم کے

ہمہ تن ہوں درد میں ناتواں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

حوالہ شعر:

نظم کا نام: نعت

شاعر کا نام: امیر مینائی

حل لغات:

داد گر: انصاف کرنے والا — **چارہ گر:** مشکل آسان کرنے والا

سقیم: گناہ کرنے والا — **ہمہ تن:** مسلسل۔ مکمل — **ناتواں:** کمزور

مفہوم:۔

آپ ﷺ یتیموں اور گناہ گاروں کے لیے چارہ گر بن کے تشریف لائے۔ آپ ﷺ ہی سب کی سنتے ہیں، میں آپ سے اپنے دکھ بیان نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟

تشریح:-

امیر مینائی کا نام امیر احمد اور تخلص امیرؔ تھا۔ آپ حضرت شیخ مخدوم میناؒ کی اولاد میں سے تھے اسی نسبت سے مینائی مشہور ہوئے۔ آپ کو طالب علمی میں ہی شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ آپ غزل گو بھی تھے۔ لیکن آپ نے نعت گوئی کو دیگر اصناف پر فوقیت دی۔ امیر مینائی کے کلام میں روانی اور سلاست، فصاحت و بلاغت، اعلیٰ تخیل، جوشِ اعتقاد، شگفتگی، تصوف، نزاکت خیال اور شیرینی کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔

زیر تشریح شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ یتیموں کے لیے انصاف کا علم لے کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ خود تو یتیم پیدا ہوئے لیکن اپنی ذات مبارکہ کو یتیموں کے لیے سہارا بنا لیا۔ زمانہ جاہلیت میں یتیموں کے حقوق کا کوئی خیال نہ رکھا جاتا تھا۔ عرب جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ تہذیب و تمدن، قانون، اصول و ضوابط سے ناآشنا تھا۔ وراثت کے لیے کوئی قانون نہیں بنا تھا۔ یتیم بے سہارا ہو جاتے تھے۔ جس کے ہاتھ جو مال لگتا وہ اسی کا ہو جاتا تھا۔ لیکن حضور ﷺ نے باپ کے فوت ہو جانے کا بعد وراثت کا باقاعدہ نظام رائج کیا۔ عرب میں جب کسی سے کوئی غلطی یا گناہ سرزد ہو جاتا تھا۔ تو اس کا مقام و مرتبہ دیکھ کر سزا مقرر کی جاتی تھی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ طاقت ور کی سزا کمزور کو دی جاتی۔ نبی پاک ﷺ نے اس جبر کے قانون کو ختم کیا اور انصاف کا بول بالا کیا۔ شاعر اسی بات کو اپنی شاعری میں بہت عمدگی سے بیان کر رہے ہیں کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے کمزوروں، یتیموں اور بے کسوں کی داد گری فرمائی اور یہ سب کام کرنا اس جاہل معاشرے میں آسان نہ تھا۔ لیکن ہزارہا تکالیف برداشت کر کے پیارے نبی ﷺ نے اللہ کا قانون نافذ کر دیا۔ اب شاعر بھی اپنے دل میں یہ خواہش رکھتا ہے کہ آپ ﷺ اس کے دکھوں کا بھی مداوا کریں کیونکہ وہ اپنے دکھوں کا حال آپ ﷺ کے علاوہ اور کسی سے بیان نہیں کرسکتا۔

میرے حضور ﷺ ہیں بے مثل ان مثالوں میں ؎

کہ ڈھونڈتا ہے زمانہ انہیں حوالوں میں

شعر نمبر۵:

مجھے دربدر یہ پھرائے گا، نہ کبھی یہ راہ پر آئے گا

مجھے پیس ڈالے گا آسماں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

حوالہ شعر:

نظم کا نام: نعت

شاعر کا نام: امیر مینائی

حل لغات:

دربدر: مارا مارا پھرنا　　　**پیس ڈالنا:** تباہ کرنا

مفہوم:-

اگر آپ ﷺ کا سہارا نہ ہوتا تو زندگی کے دکھ درد مجھے تباہ کر دیتے۔ میں آپ ﷺ سے اپنے دکھ بیان نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟

تشریح:-

امیر مینائی کا نام امیر احمد اور تخلص امیرؔ تھا۔ آپ حضرت شیخ مخدوم میناؒ کی اولاد میں سے تھے اسی نسبت سے مینائی مشہور ہوئے۔ آپ کو طالب علمی میں ہی شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ آپ غزل گو بھی تھے۔ لیکن آپ نے نعت گوئی کو دیگر اصناف پر فوقیت دی۔ امیر مینائی کے کلام میں روانی اور سلاست، فصاحت و بلاغت، اعلیٰ تخیل، جوشِ اعتقاد، شگفتگی، تصوف، نزاکت خیال اور شیرینی کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔

زیر تشریح شعر میں شاعر حضور ﷺ کے سامنے اپنی عرض پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات بابرکت سے نسبت کا کمال ہے کہ میں مصائب دنیا کا سامنا نہایت کامیابی سے کرتا رہا ہوں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میری مصیبتیں اور میری پریشانیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ میں اپنی زندگی کے جھمیلوں میں بری طرح سے پھنس چکا ہوں۔ ان سے نکلنا مجھے محال لگ رہا ہے اور ایسا لگ رہا ہے کہ یہ پریشانیاں مجھے پیس ڈالیں گی۔ مجھے تباہ و برباد کر دیں گی۔ میں ٹھوکریں کھا رہا ہوں۔ مجھے ان تمام مشکلات سے نکلنے کا واحد حل یہی نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ مجھے ان پریشانیوں سے نکالیں۔ ورنہ انہی مشکلات سے لڑتا ہوا میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا۔ مجھے آج تک حوصلہ دینے والی ذات آپ ﷺ کی تھی اور آج بھی میں آپ ﷺ ہی کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہر بار کی طرح اس مرتبہ بھی آپ ﷺ کا سہارا مجھے کسی کے آگے جھکنے نہیں دے گا۔

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم ؎

مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

شعر نمبر۶:

نہ زمیں سنے، نہ فلک سنے، نہ بشر سنے، نہ ملک سنے

نہیں سنتا کوئی میری فغاں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

حوالہ شعر:

نظم کا نام: نعت

شاعر کا نام: امیر مینائی

حل لغات:

فلک: آسمان　　**بشر:** انسان

ملک: فرشتہ　　**فغاں:** فریاد

مفہوم:-

آپ ﷺ کے علاوہ کوئی انسان، زمین یا آسمان میری فریاد نہیں سنتا۔ آپ ﷺ ہی سب کی سنتے ہیں، میں آپ ﷺ سے فریاد نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟

تشریح:-

امیر مینائی کا نام امیر احمد اور تخلص امیرؔ تھا۔ آپ حضرت شیخ مخدوم میناؒ کی اولاد میں سے تھے اسی نسبت سے مینائی مشہور ہوئے۔ آپ کو طالب علمی میں ہی شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ آپ غزل گو بھی تھے۔ لیکن آپ نے نعت گوئی کو دیگر اصناف پر فوقیت دی۔ امیر مینائی کے کلام میں روانی اور سلاست، فصاحت و بلاغت، اعلیٰ تخیل، جوشِ اعتقاد، شگفتگی، تصوف، نزاکت خیال اور شیرینی کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔

زیر تشریح شعر میں امیر مینائی کہتے ہیں کہ میں اس دنیا میں اپنی آپ کو اکیلا محسوس کرتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی مجھ سے میرے درد و الم نہیں بانٹتا۔ میں اپنے دکھ درد الفاظ کی صورت میں کسی کو سنانا چاہتا ہوں تاکہ کوئی میرے غموں کا مداوا کرے اور مجھے میرے غم کا بوجھ ہلکا محسوس ہو۔ لیکن زمین، آسمان اور ان دونوں کے درمیان موجود کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو میرے غم بانٹے اور میری درد بھری داستان سنے۔ انسانوں کے ساتھ ساتھ کوئی اور مخلوق خدا بھی مجھے سننے کے لیے تیار نہیں۔ تمیرے دکھوں اور غموں کا بوجھ دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اب مجھے لگتا ہے کہ ان غموں کے بوجھ کی وجہ سے میں گھٹ گھٹ کے ایک نہ ایک دن مر جاؤں گا۔ لیکن اس ناامیدی میں آج بھی ایک امید کی کرن روشن ہے اور وہ کرن نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ حضور ﷺ سب کے دکھ درد دور کرتے ہیں۔ تو میرا بھی دل کرتا ہے کہ آپ ﷺ سے مل کر اپنے دکھ سناؤں اور پھر وہ شفیق ذات میری دادرسی فرمائیں، میرے مسائل سنیں، مجھے تسلی دیں اور علاج غم کریں۔ میں اپنے یہ رنج والم آپ ﷺ کے علاوہ اور کسی سے بیان نہیں کر سکتا۔

تیری چشم کرم کا اک اشارہ چاہیے مجھ کو
بھنور میں ہوں نکلنے کا سہارا چاہیے مجھ کو
مجھے ہر موج دنیا کی ستاتی ہے رلاتی ہے
میں بحر غم میں ہوں آقا کنارا چاہیے مجھ کو

شعر نمبر ۷:

جو امیرؔ دیکھیں نبی ﷺ ادھر، تو کہوں میں ہاتھوں کو جوڑ کر
کہ تڑپ کو دل کی میں نیم جاں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

حوالہ شعر:

نظم کا نام: نعت

شاعر کا نام: امیر مینائی

حل لغات:

نیم جاں: ادھ موا　　　　**ہاتھ جوڑنا:** التجا کرنا

مفہوم: -

مجھے آپ ﷺ سے ملنے کی آرزو ہے۔ میں یہ بات ان ﷺ کے سامنے باادب کھڑے ہو کے کہنا چاہتا ہوں کہ میں آپ ﷺ سے اپنی تڑپ کا اظہار نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟

تشریح:-

امیر مینائی کا نام امیر احمد اور تخلص امیرؔ تھا۔ آپ حضرت شیخ مخدوم میناؒ کی اولاد میں سے تھے اسی نسبت سے مینائی مشہور ہوئے۔ آپ کو طالب علمی میں ہی شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ آپ غزل گو بھی تھے۔ لیکن آپ نے نعت گوئی کو دیگر اصناف پر فوقیت دی۔ امیر مینائی کے کلام میں روانی اور سلاست، فصاحت و بلاغت، اعلیٰ تخیل، جوشِ اعتقاد، شگفتگی، تصوف، نزاکت خیال اور شیرینی کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔

زیر تشریح شعر میں شاعر عاشقان رسول ﷺ کی بے حد و حساب محبت اور عقیدت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتا ہے کہ تمام عاشقان رسول ﷺ کی طرح میرے دل میں بھی حضور ﷺ سے ملنے کی تڑپ موجود ہے۔ امیرؔ کو حضور ﷺ سے عشق تھا۔ شاعر اس شعر میں کہتے ہیں کہ بروز حشر جب سب اپنا اپنا حساب دینے کے لیے متفکر ہوں گے تو میری آرزو ہے کہ اس وقت مجھے نبی پاک ﷺ کا قرب نصیب ہو جائے۔ تو اس لمحے میں ان ﷺ کے سامنے باادب ہاتھ جوڑ کر عرض کروں گا کہ میرے دل میں آپ ﷺ سے ملنے کی تڑپ ہمیشہ سے تھی۔ یعنی بروز قیامت بھی شاعر کو اپنی بخشش کی فکر نہ ہو گی بلکہ اس کے دل میں یہ خواہش ہو گی کہ اسے رسول پاک ﷺ کا قرب نصیب ہو جائے اور وہ ان سے اظہار محبت کر سکے۔

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی

جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

تم سا تو حسیں آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی

یہ شانِ لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی